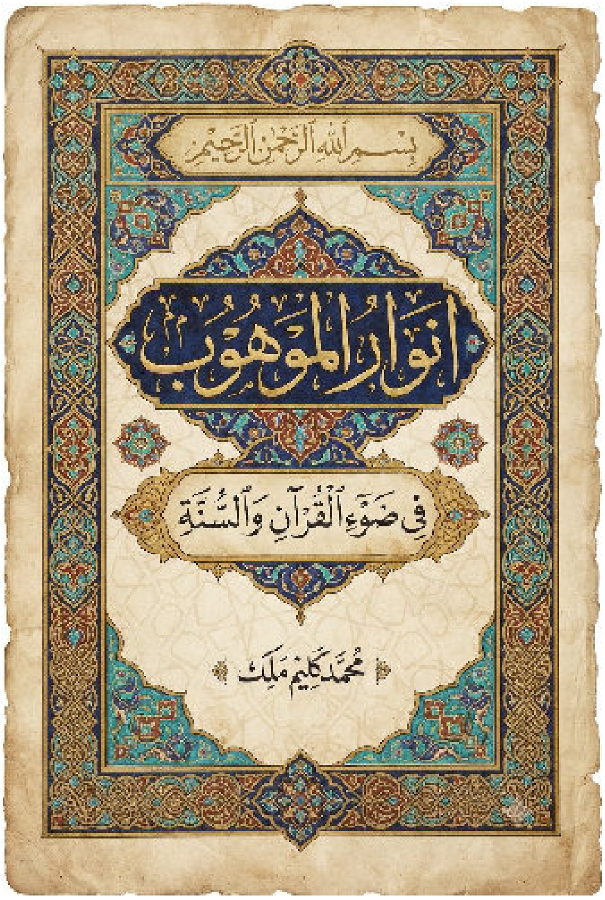


دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، وَشَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ، الرَّحْمَۃِ لِلْعٰلَمِیْنَ، سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیّٰتِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ!

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے، اور درود و سلام ہو رسولوں کے سردار، نبیوں کے خاتم، گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے اور تمام جہانوں کے لیے رحمت (بنا کر بھیجے جانے والے ذات) پر، یعنی ہمارے آقا اور ہمارے مولیٰ حضرت محمد (ﷺ) پر، اور آپ کی آل، آپ کے صحابہ، آپ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی تمام اولاد و ذریت پر، حمد و صلاۃ کے بعد!"

اللہ رب العزت نے کائنات کی ہر شے کا علم اپنے پاس رکھا ہے، لیکن اپنی لامحدود رحمت اور حکمت کے تحت اپنے محبوب اور برگزیدہ انبیاء کو بھی غیب کے علوم سے نوازا ہے۔

مقامِ مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی ذاتِ اقدس پر ایمان کا ایک لازمی جزو یہ تسلیم کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ ﷺ کو ماکان و مایکون (جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے) کا بے پناہ علم عطا فرمایا ہے۔ زیرِ نظر کتاب **"انوار الموھوب"** اسی مقدس اور اہم ترین موضوع پر ایک علمی کاوش ہے۔

اس کتاب کو لکھنے کا مقصد امتِ مسلمہ کے سامنے عقیدۂ علمِ غیب کی اصل روح کو واضح کرنا، قرآنی آیات، احادیثِ صحیحہ، اور صحابہ و تابعین کے اقوال کی روشنی میں ان شکوک و شبہات کا ازالہ کرنا ہے جو بعض اوقات کم علمی کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ فقیر نے اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جو بھی علم غیب حاصل ہوا، وہ آپ ﷺ کی ذاتی صفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، جس میں کسی بھی قسم کے شرک کا کوئی شائبہ تک نہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عاجزانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اسے امت کے ایمان کی پختگی اور عقیدے کی حفاظت کا ذریعہ بنائے۔

اس کتاب کو قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر 4 ابواب میں میں تقسیم کیا گیا ہے

- علم الغیب کا صحیح مفہوم اور تقسیم
- علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ کا قرآن سے ثبوت
- علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ کا حدیث سے ثبوت
- علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ پر عقلی اور منطقی دلائل اور اعتراضات کے جواب

علم الغیب کا صحیح مفہوم اور تقسیم

لفظ **غیب** عربی زبان میں ہر اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو حواسِ خمسہ (دیکھنے، سننے، چھونے، چکھنے اور سونگھنے) اور عقلِ انسانی کی پہنچ سے پوشیدہ ہو۔ کائنات کے لاتعداد حقائق ایسے ہیں جن تک انسان کی رسائی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیاوی نظام چلانے کے لیے محدود علم دیا ہے، لیکن کائنات کے اسرار، ماضی کے مخفی احوال، مستقبل کے واقعات، اور ملکوتِ سماوات (آسمانی دنیا) کا علم عام انسانوں کی دسترس سے باہر ہے۔

منصبِ نبوت کا تواتر اور وحی کا نزول خود اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کا تعلق علمِ غیب سے ہوتا ہے۔ اگر نبی کے پاس غیب کی خبریں نہ ہوں، تو وہ نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتا کیونکہ وحی خود غیب کی سب سے بڑی خبر ہے۔

ذاتی اور عطائی علم کا فرق

اس موضوع کو سمجھنے کے لیے کائنات کے سب سے بڑے فرق کو سمجھنا ضروری ہے:

ذاتی علم: یہ صرف اور صرف اللہ رب العزت کی صفت ہے۔ اللہ کا علم ذاتی ہے (کسی کا دیا ہوا نہیں)، قدیم ہے (ہمیشہ سے ہے)، اور نامتناہی ہے۔ اللہ کی اس صفت میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا۔

عطائی علم: یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ مخلوق کو عطا فرماتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور نبی اکرم ﷺ کا علمِ غیب "عطائی" ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیئت کے مطابق جتنا چاہا، اپنے حبیب ﷺ پر غیب کے دروازے کھول دیے۔

علماء، محدثین اور مفسرین کے اقوال

امام ابن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ)

امام المفسرین علامہ ابن جریر طبری زیرِ آیت فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ

کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قول: "اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس غیب پر چاہتا ہے، اپنی وحی کے ذریعے مطلع فرما دیتا ہے کیونکہ وحی خود غیب کی خبروں میں سے ہے۔" — **حوالہ**: جامع البیان فی تاویل القرآن (تفسیر طبری)

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ)

امام رازی نے علمِ غیب کے مسئلے پر عقلی و نقلی بحث کرتے ہوئے ذاتی اور عطائی علم کے فرق کو یوں واضح کیا ہے:

قول: "یہ کہنا کہ انبیاء غیب جانتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ بذاتِ خود (از خود) غیب کا علم رکھتے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں وحی اور الہام کے ذریعے ان امور کی خبر دیتا ہے جو دوسروں پر پوشیدہ ہوتے ہیں۔ پس غیب کا اصل جاننے والا صرف اللہ ہے، اور رسولوں کا علم اللہ کی تعلیم اور عطا سے ہے۔" — **حوالہ:** التفسیر الکبیر (تفسیر کبیر)

علامہ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ)

صوفی مفسر علامہ اسماعیل حقی سورۃ جن کی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قول: "اللہ تعالیٰ اپنے غیبِ مطلق پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے وہ چن لے۔ پس وہ رسول کو معجزے کے طور پر غیب کی باتیں بتاتا ہے۔ چنانچہ انبیاء کا علمِ غیب اللہ کی عطا سے ہوتا ہے، اور یہ صفتِ باری تعالیٰ (ذاتی علم) میں شرک نہیں بنتا کیونکہ دونوں کی حقیقت الگ ہے۔" — **حوالہ:** تفسیر روح البیان

حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

شارحِ بخاری، حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب التوحید میں احادیثِ غیب کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قول: "اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی، قدیم اور محیطِ کل ہے، اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ رہے رسول اللہ ﷺ، تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے غیبی امور کا جتنا علم عطا فرمایا، وہ اللہ کی تعلیم کے سبب ہے۔ جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ 'مجھے ان چیزوں کا علم دیا گیا ہے'۔ پس عطائی علمِ غیب کا اثبات نصِ حدیث سے ثابت ہے۔" — **حوالہ:** فتح الباری شرح صحیح البخاری

امام ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ)

امام ملا علی قاری نے اپنی مشہور تصنیف میں غلو اور نفی دونوں کی جڑ کاٹتے ہوئے لکھا:

قول: "اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے علمِ غیب ذاتی اور واجب ہے، اور انبیاء کرام کے لیے یہ علم عطائی اور ممکن ہے۔ یہ کہنا کہ انبیاء غیب نہیں جانتے، اس کا مطلب 'علمِ ذاتی' کی نفی ہے، نہ کہ اس علم کی جو اللہ نے انہیں معجزے اور وحی کے طور پر عطا فرمایا۔" — **حوالہ:** مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح

امام قاضی عیاض مالکی (متوفی ۵۴۴ھ)

مقامِ رسالت پر لکھی جانے والی کائنات کی سب سے مستند کتاب "الشفا" میں قاضی عیاض لکھتے ہیں:

قول: "رسول اللہ ﷺ کا غیبی امور پر مطلع ہونا، اور ماضی و مستقبل کے ان واقعات کی خبر دینا جو ابھی وقوع پذیر نہیں ہوئے تھے، آپ کے معجزاتِ قاہرہ میں سے ہے۔ یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا، اور امت کے لیے اس کا ماننا واجب ہے کیونکہ یہ آپ کی نبوت کی سچائی کی دلیل ہے۔" — **حوالہ:** الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ

علامہ ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ)

فقہ حنفی کے امام، علامہ ابن عابدین شامی فتاویٰ شامی میں عقائد کے باب میں لکھتے ہیں:

قول: "کفر کا حکم اس شخص پر لگایا جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے لیے 'ذاتی علمِ غیب' کا دعویٰ کرے (کہ آپ بغیر اللہ کے بتائے سب کچھ جانتے ہیں)۔ لیکن جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو غیب کی خبریں عطا فرمائی ہیں، وہ سچا مومن ہے کیونکہ قرآن مجید نے خود رسولوں کے لیے عطائی غیب کا اثبات کیا ہے۔" — **حوالہ:** رد المحتار علی الدر المختار (فتاویٰ شامی)

ﷺ علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ کا قرآن سے ثبوت

قرآن مجید میں کائنات کی ہر شے کا علم موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ جامع کتاب اپنے حبیب ﷺ پر نازل فرما کر آپ کو ان تمام علوم کا مرکز و محور بنایا۔ ذیل میں قرآن پاک کی وہ **مرکزی آیات** پیش کی جا رہی ہیں جن میں ہر چیز کے ذکر ہونے کا اعلان ہے، اور ان کے تحت ان مفسرینِ کرام کی تفاسیر درج ہیں جنہوں نے ان آیات کے تحت رسول اللہ ﷺ کے لیے **علمِ غیب عطائی** (اللہ کے دیے ہوئے علمِ غیب) کا صریح اثبات فرمایا ہے۔

۱۔ سورہ النحل، آیت ۸۹

آیت مبارکہ:

وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتَابَ تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَيۡءٍ وَهُدًى وَرَحۡمَةً وَبُشۡرَىٰ لِلۡمُسۡلِمِينَ

ترجمہ:

"اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔"

تفسیر خازن (علامہ علاء الدین الخازن، متوفی ۷۴۱ھ)

علامہ خازن اس آیت کی تفسیر میں قرآن مجید کی جامعیت اور اس کے ذریعے حضور ﷺ کو ملنے والے علومِ غیب کا اثبات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قول: "اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یہ کتاب ہر چیز کا روشن بیان ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں دین و دنیا کے تمام علوم، احکام، اور گزشتہ و آئندہ کی خبریں موجود ہیں۔ اور جب اللہ نے اپنے حبیب ﷺ پر یہ کتاب نازل فرمائی تو آپ ﷺ کو اس کتاب میں موجود اولین و آخرین کے تمام علوم عطا فرما دیے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا علم مبارک کائنات کی ہر شے کے احوال پر محیط ہو گیا، جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو خاص عطائے غیب ہے۔"

تفسیر قرطبی (امام ابو عبداللہ القرطبی، متوفی ۶۷۱ھ)

امام قرطبی اس آیت کے تحت تفصیلی ابحاث لاتے ہیں اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قول: "حضرت ابن مسعود نے فرمایا: 'جس نے علم کا ارادہ کیا، وہ قرآن پر غور کرے کیونکہ اس میں اگلوں اور پچھلوں کا علم موجود ہے'۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اس امت کے رسول ﷺ کو اللہ نے وہ کمالات اور علومِ غیب عطا فرمائے جو کسی اور کو نہیں دیے۔ قرآن میں ہر چیز کا تبیان (بیان) موجود ہے، اور جو شخص فہمِ رسول ﷺ سے فیضیاب ہو، وہ قرآن کے اشاروں سے کائنات کے پوشیدہ اسرار اور غیبی احوال کو جان لیتا ہے۔"

۲۔ سورہ الانعام، آیت ۳۸

آیت مبارکہ:

مَّا فَرَّطۡنَا فِي الۡكِتَابِ مِن شَيۡءٍ

ترجمہ:

"ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہیں رکھی (جس کا ذکر نہ کیا ہو)۔"

تفسیر بغوی (امام ابو محمد البغوی، متوفی ۵۱۶ھ)

امام بغوی اس آیت کے تحت تحریر کرتے ہیں کہ کائنات کی کوئی بھی چیز اللہ کے علم اور اس کی کتاب کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔ آپ اس کا ربط حضور ﷺ کے علمِ غیب سے یوں جوڑتے ہیں:

قول: "جب اللہ نے فرمادیا کہ کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی، تو اس کا مطلب ہے کہ تمام مخلوقات کے احوال، ماضی کی تاریخ اور مستقبل کے فتنوں کا علم اس میں درج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس کتاب کا شارح بنا کر بھیجا، اور آپ ﷺ کو وحیِ جلی اور وحیِ خفی (سنت) کے ذریعے ان تمام غیبی امور پر مطلع فرمایا جن کا ذکر اس کتاب میں اجمالاً یا تفصیلاً موجود ہے۔"

تفسیر طبری (امام ابن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ)

امام طبری فرماتے ہیں کہ اگر "الکتاب" سے مراد قرآن مجید لیا جائے تو معنی یہ ہے کہ دین، دنیا، ہدایت، اور غیب کی خبروں کا کوئی بھی معاملہ ادھورا نہیں چھوڑا گیا:

قول: "اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے قرآن میں ہر اس چیز کا ذکر فرمادیا ہے جس کی شریعت اور غیبی احوال کو جاننے میں ضرورت پڑتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ کے بتانے سے ان تمام امور کے عالم ہیں، کیونکہ نبوت کا بنیادی خاصہ ہی یہ ہے کہ اللہ اپنے نبی کو ان حقائق کی خبر دیتا ہے جو عام انسانوں کی عقل اور حواس سے غائب (غیب) ہوتے ہیں۔"

۳۔ سورہ الانعام، آیت ۵۹

آیت مبارکہ:

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ

ترجمہ:

"اور کوئی خشک اور تر چیز ایسی نہیں ہے جو ایک روشن کتاب میں درج نہ ہو۔"

تفسیر زاد المسیر (امام ابن الجوزی، متوفی ۵۹۷ھ)

امام ابن الجوزی اس آیت کے تحت کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کے احاطے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قول: "مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی تخلیق سے لے کر قیامت تک کا ہر واقعہ، اور ہر تر و خشک شے اللہ کے علم اور اس کی کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اپنی مشیئت کے مطابق اس کتابِ مبین کے علوم پر مطلع فرماتا ہے، اور ہمارے نبی ﷺ کا مرتبہ اس باب میں سب سے بلند ہے کہ آپ کو کائنات کے ان پوشیدہ احوال (غیب) کا سب سے زیادہ علم عطا کیا گیا۔"

تفسیر جلالین (امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ)

اگرچہ تفسیر جلالین متن کے اعتبار سے مختصر ہے، لیکن امام جلال الدین سیوطی نے اپنی دیگر تصانیف (جیسے *الخصائص الکبریٰ*) میں اس آیت کا ربط حضور ﷺ کے علمِ غیب سے جوڑا ہے۔ جلالین کے حواشی اور مفسر کے منہج کے مطابق:

علمی نکتہ: "کتابِ مبین (لوحِ محفوظ یا قرآن) میں کائنات کی ہر چیز کا علم درج ہے۔ امام سیوطی کے نزدیک، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے سینۂ مبارک کو ان تمام علوم کے لیے کھول دیا، اور آپ ﷺ کو دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے لوحِ محفوظ میں موجود غیبی علوم کا مشاہدہ کروا دیا گیا، جس کا اظہار آپ ﷺ نے اپنی متعدد پیشگوئیوں میں فرمایا۔"

قرآن مجید میں ہر چیز کے بیان کا اثبات اور رسول اللہؐ کو قرآن سکھانے کا بیان

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہاں قرآن مجید کے تبیانِ کل (ہر چیز کا روشن بیان) ہونے کا ذکر فرمایا، وہیں اس بات کی بھی صراحت فرمائی کہ اس کتاب کا علم اور اس کے اسرارِ غیب خود اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو سکھائے ہیں۔

ذیل میں قرآنِ پاک کی وہ **مرکزی آیات** پیش کی جا رہی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو قرآن سکھانے کا ذکر فرمایا ہے، اور ان کے تحت ان مفسرینِ کرام کی تفاسیر درج ہیں جنہوں نے ان مقامات پر رسول اللہ ﷺ کے لیے **علم غیبِ عطائی** کا صریح اثبات کیا ہے

۱۔ سورہ النساء، آیت نمبر ۱۱۳

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

ترجمہ: "اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور آپ کو وہ کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے، اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔"

مستند تفاسیر سے اثباتِ علمِ غیب:

تفسیر الکشاف (علامہ زمخشری): اس آیت کے تحت لکھا گیا ہے کہ **مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ** سے مراد وہ پوشیدہ امور، غیب کی خبریں اور منافقین کے وہ مخفی مکر و فریب ہیں جن سے اللہ نے آپ کو مطلع فرمایا۔

تفسیر الخازن (علامہ علی بن محمد الخازن): انہوں نے صراحت کی ہے کہ اس سے مراد احکامِ شرعیہ، امورِ دین اور غیب کے وہ امور ہیں جو آپ کی بعثت سے پہلے آپ کے علم میں نہ تھے، پھر اللہ نے وحی کے ذریعے آپ کو ان کا عالم بنا دیا۔

تفسیر صاوی (علامہ احمد الصاوی مالکی): اس آیت کی تفسیر میں جلیل القدر ائمہ کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات کے تمام اگلوں اور پچھلوں کا علم (علومِ اولین و آخرین) عطا فرما دیا، جو کہ علمِ غیب کی اعلیٰ ترین شکل ہے۔

تفسیر انوار التنزیل (قاضی بیضاوی): انہوں نے لکھا کہ اس سے مراد وہ احکام اور غیبی احوال ہیں جن تک عقلِ انسانی کی رسائی ممکن ہی نہیں، وہ اللہ نے آپ کو سکھائے۔

۲۔سورہ الرحمٰن، آیات ۱ تا ۴

الرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ

ترجمہ: "(وہ) رحمن ہے، جس نے (اپنے محبوب کو) قرآن سکھایا۔ اسی نے (اس) انسانِ کامل (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پیدا کیا۔ اسی کو (ما کان و ما یکون کا) بیان سکھایا۔"

مستند تفاسیر سے اثباتِ علمِ غیب:

تفسیر کبیر / مفاتیح الغیب (امام فخر الدین رازی): امام رازی اس آیت کے تحت "الانسان" سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی لیتے ہیں اور "علمہ البیان" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اگلوں اور پچھلوں کے علوم (علومِ اولین و آخرین) اور کائنات کی تمام پوشیدہ حقیقتوں کا بیان ہے جو اللہ نے اپنے نبی کو سکھایا۔

تفسیر مدارک التنزیل (علامہ عبداللہ بن احمد النسفی): انہوں نے بھی "البیان" سے مراد وہ تمام غیبی امور اور کائناتی احوال لیے ہیں جن کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ہوا اور جو قیامت تک ہونے والے واقعات پر محیط ہے۔

تفسیر روح المعانی (علامہ شہاب الدین آلوسی): علامہ آلوسی اس مقام پر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن سکھانے کا مطلب یہ ہے کہ کائنات کا کوئی ایسا علم، کوئی ایسی غیبی حقیقت اور کوئی ایسا راز نہیں چھوڑا گیا جو قرآن کے واسطے سے آپ کو سکھا نہ دیا گیا ہو۔

۳۔سورہ البقرہ، آیت نمبر ۱۵۱

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: "جس طرح ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔"

مستند تفاسیر سے اثباتِ علمِ غیب:

تفسیر جلالین (امام جلال الدین سیوطی و محلی): مفسرین نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتاب و حکمت سکھانے کا مقصد ہی یہ تھا کہ جو علومِ غیب اور احکام اللہ نے آپ کو سکھائے، وہ آگے امت کو سکھائیں۔ امت جو کچھ نہیں جانتی تھی، وہ نبی کے اسی عطائی علمِ غیب کے ذریعے جان پائی۔

تفسیر ابن جریر طبری (امام ابن جریر طبری): انہوں نے اس کے تحت لکھا ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو وہ غیبی قصص (ماضی کی قوموں کے احوال) اور مستقبل کے غیبی امور سکھائے جن کا علم نہ عرب کو تھا اور نہ اہلِ کتاب کو۔

۴۔سورہ النجم، آیات ۳ تا ۵

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿٤﴾ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ

ترجمہ: "اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ یہ (قرآن) تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔ انہیں بڑی قوتوں والے (اللہ یا جبرائیل) نے سکھایا ہے۔"

مستند تفاسیر سے اثباتِ علمِ غیب:

تفسیر البحر المحیط (علامہ ابو حیان اندلسی): اس آیت کی تفسیر میں انہوں نے واضح کیا کہ چونکہ آپ کا ہر نطق (بولنا) وحی الٰہی پر مبنی ہے، اس لیے آپ کا امت کو قیامت کی نشانیاں بتانا، دلوں کے بھید ظاہر کرنا، اور غیب کی خبریں دینا سب اسی "تعلیمِ الٰہی" کا نتیجہ ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

خلاصۂ منہجِ مفسرین

ان تمام تفاسیر (خاص طور پر **تفسیر کبیر**، **روح المعانی**، اور **تفسیر صاوی**) کا مشترکہ علمی نتیجہ یہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علمِ غیب **ذاتی نہیں** بلکہ **عطائی** (اللہ کا سکھایا ہوا) ہے۔

جب اللہ فرماتا ہے کہ اس نے آپ کو "قرآن سکھایا" یا "وہ کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے"، تو اس تعلیم کی کوئی حد مقرر نہیں کی، بلکہ کائنات کے تمام پوشیدہ علوم آپ کو عطا کر دیے۔

رسول اللہ ﷺ کے علمِ غیب کا صریح بیان قرآن مجید میں

ان آیات کے تحت جمہور مفسرینِ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غیب پر مطلع کیے جانے اور علمِ غیبِ عطائی کا زبردست اثبات کیا ہے۔

ذیل میں وہ تمام اہم آیات، ان کا ترجمہ اور مستند تفاسیر کے حوالے درج ہیں:

۱۔سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۷۹

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ

ترجمہ: "اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ (اے عام لوگو!) تمہیں غیب پر مطلع کر دے، البتہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے (اس غیب کے لیے) چن لیتا ہے۔"

مستند تفاسیر سے اثباتِ علمِ غیب:

تفسیر کبیر (امام فخر الدین رازی): امام رازی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عام لوگوں کو غیب کا علم نہیں دیتا کیونکہ وہ اس کے متحمل نہیں ہو سکتے، لیکن وہ اپنے رسولوں کو اس کے لیے منتخب فرماتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کے نفاق اور ان کے پوشیدہ احوال کا جو علم دیا گیا، وہ اسی آیت کے تحت غیب پر مطلع کیے جانے کی صریح دلیل ہے۔

تفسیر روح المعانی (علامہ شہاب الدین آلوسی): علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غیب کی باتوں پر مطلع فرماتا ہے، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں، لہٰذا آپ کو سب سے بڑھ کر غیب کا علم عطا کیا گیا یہاں تک کہ آپ نے قیامت تک آنے والے فتنوں اور احوال کی خبریں دیں۔

تفسیر الخازن (علامہ علی بن محمد الخازن): انہوں نے لکھا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو وحی کے ذریعے غیب پر مطلع فرماتا ہے تاکہ وہ نبوت کی سچائی کی دلیل بن سکے۔

۲۔سورہ الجن، آیات ۲۶ تا ۲۷

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ

ترجمہ: "(وہ) غیب کا جاننے والا ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی (عام مخلوق) کو مطلع نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (جنہیں وہ غیب کا علم عطا فرماتا ہے)۔"

مستند تفاسیر سے اثباتِ علمِ غیب:

تفسیر جلالین (امام جلال الدین سیوطی): اس آیت کی تفسیر میں واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب کا اظہار صرف اپنے چیدہ اور پسندیدہ رسولوں پر ہی فرماتا ہے، اور معجزے کے طور پر انہیں غیب کی خبریں دیتا ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل (علامہ ابوالبرکات النسفی): علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ **إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ** سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سب سے پسندیدہ رسول ہیں، اس لیے اللہ نے آپ پر اپنے غیب کے دروازے کھولے اور معجزات کے طور پر غیب کی خبریں آپ کو عطا فرمائیں۔

تفسیر انوار التنزیل (قاضی بیضاوی): انہوں نے لکھا کہ رسولوں کو غیب پر مطلع کرنا ان کی نبوت کی دلیل (معجزہ) ہوتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات کے ماضی اور مستقبل کے غیوب کا علم اسی ضابطے کے تحت دیا گیا۔

۳۔سورہ التکویر، آیت نمبر ۲۴

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ

ترجمہ: "اور وہ (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی باتیں بتانے میں بالکل بخیل نہیں ہیں۔"

مستند تفاسیر سے اثباتِ علمِ غیب:

تفسیر الکشاف (علامہ زمخشری): اس آیت کے تحت لکھا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس غیب کی خبریں (وحی اور دیگر علوم) آتی ہیں اور آپ ان غیبی خبروں کو امت تک پہنچانے میں ذرا بھی بخل سے کام نہیں لیتے۔ یعنی آپ صاحبِ غیب ہیں اور امت کو غیب سکھاتے ہیں۔

تفسیر صاوی (علامہ احمد الصاوی مالکی): اس آیت کے تحت امام صاوی نے صراحت کی ہے کہ اس آیت میں لفظ "بضنین" (بخل کرنے والا) بھی پڑھا گیا ہے اور "بظنین" (تہمت زدہ) بھی۔ دونوں صورتوں میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کی طرف سے علمِ غیب حاصل ہے، اور آپ اس علم کو امت کے سامنے کماحقہ بیان فرماتے ہیں۔

تفسیر القرطبی (امام ابو عبداللہ القرطبی): انہوں نے لکھا کہ "الغیب" سے مراد وہ تمام غیبی معلومات، احکامِ الٰہی، اور قیامت کے احوال ہیں جو اللہ نے آپ کو سکھائے اور آپ نے امت کو بغیر کسی کمی کے پہنچائے۔

۴۔سورہ ہود، آیت نمبر ۴۹

تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَٰذَا

ترجمہ: "(اے محبوب!) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں، اس سے پہلے نہ آپ ان کو جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم۔"

مستند تفاسیر سے اثباتِ علمِ غیب:

تفسیر ابن جریر طبری (امام ابو جعفر طبری): اس آیت کی تفسیر میں امام طبری لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی کی قوموں (جیسے حضرت نوح علیہ السلام) کے وہ پوشیدہ احوال جو تاریخ کی کتابوں سے بھی غائب تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی سکھائے۔ یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ آپ کو ماضی کا علمِ غیب عطا کیا گیا۔

تفسیر بحر المحیط (علامہ ابو حیان اندلسی): انہوں نے لکھا کہ غیب کی خبروں کو آپ کی طرف وحی کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ کائنات پر آپ کا علمِ غیب ثابت ہو جائے، کیونکہ جو باتیں صدیوں پرانی تھیں اور کسی ذی روح کو معلوم نہ تھیں، وہ اللہ نے آپ کو بتا دیں۔

مفسرین کا متفقہ مؤقف:

ان تمام جلیل القدر مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ:

ان آیات میں جہاں بھی اللہ نے رسولوں کے لیے غیب کا تذکرہ کیا ہے، اس سے مراد **علم غیب عطائی** ہے، جو اللہ کی عطا سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات کی تمام مخلوقات میں سب سے اکمل، اتم اور وسیع تر علمِ غیب عطا کیا گیا، جس کی گواہی خود قرآن مجید کی ان آیات سے صراحتاً ملتی ہے۔

علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ کا حدیث سے ثبوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ علمِ غیب پر کثیر احادیثِ مبارکہ شاہد ہیں، جو صحاحِ ستہ اور دیگر مستند کتبِ حدیث میں صحیح اور حسن اسانید کے ساتھ مروی ہیں۔ ان احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماضی، مستقبل، قیامت کی نشانیوں اور یہاں تک کہ جنت و دوزخ کے احوال غیب کی خبروں کے طور پر صراحتاً بیان فرمائے۔

ذیل میں ایسی مستند احادیث مبارکہ مع حوالہ کتب پیش خدمت ہیں:

۱۔ کائنات کے آغاز سے لے کر جنت و دوزخ میں داخلے تک کا علم

حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا، پھر آپ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف لائے اور خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا، پھر منبر سے اترے اور نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف لائے اور خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دوران ہمیں وہ سب کچھ بتا دیا جو کچھ (کائنات کی ابتدا سے) ہو چکا تھا اور جو کچھ (قیامت تک) ہونے والا تھا۔** ہم میں سے زیادہ علم والا وہی ہے جسے وہ باتیں زیادہ یاد ہیں۔"

حوالہ جات:

صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما یکون الی قیام الساعۃ، حدیث نمبر: **2892**۔

مسند احمد بن حنبل، جلد 5، صفحہ 341، حدیث نمبر: **22941**۔

۲۔ قیامت تک ہونے والے تمام فتنوں اور افراد کا علم

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان ایک جگہ (خطبہ دینے) کھڑے ہوئے، تو آپ نے اپنی اس جگہ سے لے کر قیامت قائم ہونے تک کی کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جس کا ذکر نہ فرما دیا ہو۔ جس نے اسے یاد رکھا، یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا، بھول گیا۔ میرے اس (دوست) کو معلوم ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس (خطبے) میں سے کوئی چیز میرے سامنے آتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں، تو میں اسے (دیکھ کر) پہچان لیتا ہوں جیسے کوئی شخص کسی ایسے شخص کا چہرہ پہچان لیتا ہے جو اس سے غائب ہو گیا ہو، پھر جب وہ اسے دیکھے تو پہچان لے۔"

ایک اور روایت میں حضرت حذیفہ فرماتے ہیں:

"اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک آنے والے ہر اس فتنے کے قائد (لیڈر) کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام تک ہمیں بتا دیا تھا جس کے متبعین کی تعداد تین سو (300) یا اس سے زیادہ ہو۔"

حوالہ جات:

صحیح بخاری، کتاب القدر، باب وکان امر اللہ قدراً مقدوراً، حدیث نمبر: **6604**۔

صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، حدیث نمبر: **2891**۔

سنن ابو داؤد (فتنوں کے قائدین والی روایت)، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلہا، حدیث نمبر: **4240**۔

۳۔ میدانِ بدر میں کفار کے مرنے کی جگہوں کی پیشین گوئی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جنگ شروع ہونے سے ایک دن پہلے) زمین پر ہاتھ رکھ رکھ کر فرمایا:

"یہ فلاں (کافر) کے مرنے کی جگہ ہے کل ان شاء اللہ، اور یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے۔" حضرت انس فرماتے ہیں: "پس اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! وہ (کفار) اسی جگہ مارے گئے جہاں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ رکھا تھا، وہ اس نشان سے ذرا بھی ادھر ادھر نہ ہوئے"۔

حوالہ جات:

صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ بدر، حدیث نمبر: **1779**۔

سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب موت المشرک، حدیث نمبر: **2084**۔

۴۔ نمازِ جنازہ کے دوران نجاشی کی وفات کی غیبی خبر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو نجاشی (بادشاہِ حبشہ) کی وفات کی خبر اسی دن دی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو لے کر عید گاہ تشریف لے گئے، صفیں بنائیں اور چار تکبیریں (نمازِ جنازہ) کہیں۔"

یہ علمِ غیب کی واضح دلیل ہے کیونکہ حبشہ مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور تھا اور اس دور میں سیکنڈوں میں خبر پہنچنے کا کوئی ظاہری ذریعہ موجود نہ تھا، بلکہ اللہ نے آپ کو غیب پر مطلع فرمایا۔

حوالہ جات:

صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی الی اھل المیت بنفسہ، حدیث نمبر: **1245**۔

صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی التکبیر علی الجنازۃ، حدیث نمبر: **951**۔

۵۔ زمین و آسمان کی ہر چیز کا سامنے آ جانا (علمِ اولین و آخرین)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث (حدیثِ اختصامِ ملاءِ اعلیٰ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"میں نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو (خوابِ بیداری میں) نہایت اچھی صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ملاءِ اعلیٰ (مقرب فرشتے) کس بات میں تکرار کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: اے میرے رب! میں نہیں جانتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ **پس میرے لیے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے (سب کچھ) جان لیا (تجلّی لی کل شیء وعرفت)۔**

ایک اور روایت میں الفاظ ہیں: "**پس میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمین میں ہے (فعلمت ما فی السماوات وما فی الارض)۔**"

حوالہ جات:

جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ ص، حدیث نمبر: **3235** (امام ترمذی نے اسے **حدیث حسن صحیح** کہا ہے)۔

مسند احمد بن حنبل، جلد 5، صفحہ 243، حدیث نمبر: **22162**۔

﷽ علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ پر عقلی اور منطقی دلائل اور اعتراضات کے جواب

عقلی دلائل

نبوت اور وحی کا تصور بذاتِ خود عقلِ انسانی کو یہ تسلیم کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ نبی کا علم عام انسانوں جیسا نہیں ہو سکتا۔ اس پر تین بنیادی عقلی دلائل درج ذیل ہیں:

1۔ واسطۂ رسالت کی عقلی ضرورت

رسول کا بنیادی منصب ہی یہ ہے کہ وہ خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات، ملائکہ، جنت، دوزخ اور وحی کا نزول — یہ سب عام انسانوں کے لیے "غیب" ہیں۔ اگر رسول کو بھی ان غیبی حقائق کا علم نہ ہو، تو وہ امت کو ان پر ایمان لانے کی دعوت کیسے دے سکتا ہے؟ عقل کہتی ہے کہ **مخبرِ صادق** (خبر دینے والے) کو اس غیب کا علم ہونا ضروری ہے جس کی وہ گواہی دے رہا ہے۔

2۔ معجزہ اور علمِ غیب کا عقلی تلازمہ

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معجزات عطا کیے گئے۔ معجزہ ایسی چیز کو کہتے ہیں جو عام عقل اور اسبابِ دنیا کے دائرے سے باہر ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مستقبل کی ایسی خبریں دیں جو سچ ثابت ہوئیں (جیسے قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کا زوال، فتنوں کا ظہور وغیرہ)، تو عقل کے پاس دو ہی راستے ہیں: یا تو اسے اتفاق مانا جائے (جو عقلِ سلیم رد کرتی ہے)، یا یہ مانا جائے کہ اللہ نے اپنے نبی کو **علمِ غیبِ عطائی** سے نوازا تھا۔

3۔ اتمیتِ کمالِ انسانی

نبی کائنات کا سب سے اکمل اور برگزیدہ انسان ہوتا ہے۔ عقل کا قاعدہ ہے کہ ناقص کا علم کامل سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اگر امت کا کوئی فرد (جیسے اطباء یا سائنسدان) کسی مخفی چیز کا علم اپنے تجربے سے جان لے، اور کائنات کے سب سے کامل انسان کو کائناتی حقائق کا علم نہ ہو، تو یہ کمالِ نبوت کے عقلی رتبے کے منافی ہے۔ لہٰذا عقلِ سلیم یہ مانتی ہے کہ کائنات کے تمام علوم کا مرکز ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اعتراضات اور ان کے دندان شکن جوابات

مخالفینِ علمِ غیب عام طور پر قرآن مجید کی ان آیات کو پیش کرتے ہیں جن میں بظاہر علمِ غیب کی نفی ہے۔ ذیل میں ان اعتراضات کے محققانہ جوابات پیش ہیں:

اعتراض 1: قرآن میں ہے کہ "غیب کی چابیاں صرف اللہ کے پاس ہیں" (سورہ الانعام: 59)۔ جب چابیاں صرف اللہ کے پاس ہیں تو نبی کو غیب کیسے معلوم ہوا؟

جواب: اس اعتراض کا سبب **علم ذاتی** اور **علم عطائی** کا فرق نہ سمجھنا ہے۔ ان تمام آیات میں جہاں غیب کی کلی نفی ہے، وہاں "علمِ غیبِ ذاتی" مراد ہے، یعنی جو بغیر کسی کے دیے، از خود اور مستقل ہو۔ مسلمان کا یہ عقیدہ ہے ہی نہیں کہ نبی کا علم ذاتی ہے۔ "چابیاں اللہ کے پاس ہونے" کا مطلب یہ ہے کہ غیب کا اصل مالک اللہ ہے، اب وہ اپنی مرضی سے جس چابی سے جس غیب کا دروازہ اپنے نبی کے لیے کھولنا چاہے، کھول دیتا ہے۔ جیسے سورہ الجن (آیت 26-27) میں خود فرمایا کہ وہ اپنے پسندیدہ رسولوں پر غیب ظاہر فرماتا ہے۔

اعتراض 2: سورہ الاعراف (آیت 188) میں نبی کریم ﷺ کی زبان سے کہلوایا گیا: "اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچتا"۔ اس سے معلوم ہوا آپ کو غیب کا علم نہیں تھا۔

جواب: اس آیت کا پس منظر (شانِ نزول) یہ ہے کہ کفارِ مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر تمسخر کے طور پر قحط، سستی اور گرانی کی غیبی تاریخیں پوچھا کرتے تھے تاکہ تجارتی نفع کما سکیں

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں نفی **علم ذاتی اور استقلالی** کی ہے کہ میں از خود ہر وقت ہر چیز کا مالک نہیں ہوں کہ جب چاہوں اپنی مرضی سے فائدہ حاصل کروں۔

اس سے مراد یہ بھی ہے کہ "اگر میں اللہ کے بتائے بغیر غیب جاننے کا دعویٰ کروں تو یہ باطل ہے"۔ جہاں اللہ بتاتا ہے، وہاں آپ جانتے ہیں، اور جہاں اللہ کسی حکمت کے تحت روک لیتا ہے، وہاں آپ خاموش رہتے ہیں۔

اعتراض 3: غزوۂ احد میں آپ ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے، یا واقعۂ افک (حضرت عائشہ پر تہمت) کے وقت آپ ایک ماہ تک پریشان رہے۔ اگر علمِ غیب تھا تو آپ پہلے سے کیوں نہ جان گئے؟

جواب: یہ اعتراض نبوت کے احوال اور تسلیم و رضا کے مرتبے سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

اظہار و اخفاء کی الٰہی حکمت: اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو غیب پر مطلع فرماتا ہے، لیکن کب ظاہر کرنا ہے اور کب اس علم کو روکنا ہے، یہ اللہ کی مشیت پر ہے۔ واقعۂ افک میں ایک ماہ تک وحی کا نہ آنا امت کی آزمائش، منافقین کے نفاق کو ظاہر کرنے اور سیدہ عائشہ کی طہارت پر قرآن نازل کرنے کی الٰہی حکمت کے تحت تھا۔

اسباب کی دنیا: انبیاء علیہم السلام اس دنیا میں اسباب کے مکلف بنا کر بھیجے جاتے ہیں تاکہ امت کے لیے اسوہ بنیں۔ اگر آپ معجزات اور علمِ غیب ہی سے ہر جنگ جیت جاتے، تو امت مصائب پر صبر کرنا کیسے سیکھتی؟ تکلیف اٹھانا آپ کے علمِ غیب کی نفی نہیں، بلکہ امت کی تعلیم کے لیے اسبابِ دنیا کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔

اعتراض 4: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا اور پورا لشکر اسے تلاش کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ اونٹ کے نیچے سے ملا۔ اگر آپ ﷺ کے پاس علمِ غیب تھا تو آپ نے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا؟

جواب: اس غیب کے اخفاء (چھپانے) میں اللہ تعالیٰ کی عظیم کائناتی حکمتیں پوشیدہ تھیں، جن کا ظہور اس واقعے کے بعد ہوا:

امت کے لیے تیمم کی نعمت کا ظہور: ہار کی تلاش کی وجہ سے لشکرِ اسلام ایسی جگہ رک گیا جہاں پانی موجود نہ تھا اور نماز کا وقت ہو گیا۔ اسی پریشانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں **تیمم کی آیت** نازل فرمائی۔ اگر ہار فوراً مل جاتا، تو امتِ مسلمہ قیامت تک کے لیے پانی نہ ہونے کی صورت میں مٹی سے پاکی حاصل کرنے کی اس عظیم رخصت اور نعمت سے محروم رہ جاتی۔ اسی لیے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: "اے آلِ ابوبکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے (بلکہ تم سراپا برکت ہو)"۔

علمِ غیب عطائے الٰہی کے تابع ہے: یہ واقعہ اس بات کی عقلی و نقلی دلیل ہے کہ نبی کا علمِ غیب ذاتی یا مستقل نہیں ہوتا کہ وہ جب چاہیں اپنے طور پر استعمال کریں۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے غیب کی چابی سے پردہ ہٹا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے کسی عظیم حکمت کے تحت علم کو روک لیتا ہے۔ آپ کا ہار کو نہ دیکھ پانا آپ کے علمِ غیب کی نفی نہیں، بلکہ اللہ کی مشیت کے سامنے عبدیت کا کمال ہے۔

اعتراض 5: واقعۂ افک (سیدہ عائشہ پر تہمت) کے وقت رسول اللہ ﷺ ایک ماہ تک شدید پریشان رہے اور صحابہ سے مشورے کرتے رہے۔ اگر آپ کو علمِ غیب حاصل تھا، تو آپ کو پہلے دن سے سچائی کیوں معلوم نہ ہو سکی؟

جواب: واقعۂ افک بارگاہِ رسالت اور تاریخِ اسلام کا ایک عظیم امتحانی دورانیہ تھا، جس کے جوابات علمی اور حکیمانہ اصولوں پر مبنی ہیں:

منافقین کے نفاق کو طشت از بام کرنا: مدینہ منورہ میں منافقینِ مکہ اور عبداللہ بن ابی جیسے بدخواہ آستین کے سانپ بنے ہوئے تھے۔ اگر پہلے ہی دن وحی آ جاتی، تو منافقین کا وہ گندا باطن، بغض اور گھناؤنا چہرہ کھل کر امت کے سامنے نہ آ پاتا۔ اللہ نے ایک ماہ تک وحی کو روک کر سچے مومنین اور جھوٹے منافقین کے درمیان واضح لکیر کھینچ دی۔

سیدہ عائشہ کی عصمت پر الٰہی مہر (قرآنی گواہی): اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی دن اپنے علمِ غیب سے فرما دیتے کہ عائشہ پاک دامن ہیں، تو منافقین کہہ دیتے کہ "یہ تو اپنی زوجہ کی محبت میں خود ہی صفائی دے رہے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ تھی کہ سیدہ عائشہ کی پاک دامنی کسی انسان کے کہنے سے نہیں، بلکہ **قیامت تک پڑھے جانے والے قرآن** (سورہ النور کی 10 آیات) کے ذریعے آسمانوں سے نازل ہو، تاکہ کائنات کا کوئی بدبخت کبھی ان کی عفت پر انگلی نہ اٹھا سکے

حالِ وحی اور حالتِ بشریت کا توازن: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بظاہر اس دنیا میں احکامِ بشریت اور اسباب کے تحت زندگی بسر فرماتے تھے تاکہ امت کے لیے رنج وغم، صبر اور مشورے کا اسوہ قائم ہو۔ ایک ماہ کی یہ ظاہری خاموشی آپ کے علم کی نفی نہیں تھی، بلکہ ربِ کائنات کے قطعی فیصلے (وحی) کا انتظار تھا، جو مقامِ تسلیم و رضا کی معراج ہے۔

خاتمۃ الکتاب

الحمدُ للہِ الذی بِنِعمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَات، والصلاۃُ والسلامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ علٰی سیّدِ السادات، سراجِ الظُّلُمات، ومَعْدِنِ العلومِ والْاِفَاضَات، وعلٰی آلِہٖ واَصحابِہٖ اُولی الْفَضْلِ والْکَرَامات۔

اللہ رب العزت کا بے پایاں شکر اور احسانِ عظیم ہے جس کی توفیق اور فضلِ خاص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **علمِ غیب (عطائی)** جیسے اہم، علمی اور نازک موضوع پر اس کتاب کی تالیف اپنے انجام کو پہنچی۔ یہ تصنیف محض الفاظ کا مجموعہ نہیں، بلکہ بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک ادنیٰ طالبِ علم کی عقیدت کا نذرانہ اور امتِ مسلمہ کے عقائد کی اصلاح کی ایک مخلصانہ کوشش ہے۔

اس کتاب کے تمام ابواب، قرآنی آیات، احادیثِ مبارکہ اور ائمہ اسلاف کی تفسیری ابحاث سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہو چکی ہے کہ عقیدۂ علمِ غیب میں اصل جادۂ مستقیم **منہجِ اعتدال** ہے۔ کمالِ نبوت کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ عطائی کی وسعتوں کو تسلیم کیا جائے، اور توحیدِ باری تعالیٰ کا تقاضا ہے کہ آپ کے علم کو اللہ کی عطا اور وحی کے تابع مانا جائے۔ اسی اعتدال میں ایمان کی سلامتی اور دارین کی سعادت پوشیدہ ہے۔

مناجات اور دعا

اے کائنات کے مالک! اے دلوں کے بھیدوں سے واقف پروردگار!

ہماری اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بارگاہِ احدیت میں **قبول و منظور** فرما۔

اس کتاب کو میرے لیے، میرے والدین، اساتذہ اور اس کی اشاعت میں معاون بننے والے تمام احباب کے لیے **توشۂ آخرت** اور نجات کا ذریعہ بنا۔

امتِ مسلمہ کو افراط و تفریط کے فتنوں سے بچا کر **عقیدۂ حقہ اور صراطِ مستقیم** پر گامزن فرما۔

ہمارے دلوں میں اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی، والہانہ اور باادب **محبت و تعظیم** کو راسخ فرما، اور ہمارا خاتمہ ایمان بالخیر فرما۔

اے اللہ! اگر اس تحریر میں نیت کی خرابی یا علم کی کمی کے باعث کوئی خطا، لغزش یا سوءِ ادبی ہوئی ہو، تو اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اسے معاف فرما، کہ تو ہی معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

طالب دعا: محمد کلیم ملک

بفیضانِ نظر: حضرت امیر المجاہدین علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ